خواجہ معین الدین کشمیری کی غیر مطبوعہ فارسی تفسیر "شرح القرآن": تجزیاتی مطالعہ

ANALYTICAL STUDY OF KHAWAJA MOEEN-UDDIN KASHMIRĪ'S UNPUBLISHED PERSIAN EXEGESIS "SHARḤ-UL-QURĀN"

Muhammad Tayyab Khan
Lecturer Islamic Studies, Govt. Boys Postgraduate college Bagh Azad Kashmir; tayyab28@yahoo.com
Muhammad Iqbal
Assistant Prof. Department of Arabic and Literature NUML University, Islamabad;mhiqbal@numl.edu.pk

Abstract

Khawaja Moeen uddin Kashmirī (d 1675/1086) is one of the prominent Islamic scholars during the *Mughal* Empire (1586 to 1753) in Kashmir. He was son of well-known saint of *Naqshbandi* chain of Islamic mysticism *Khawaja Khawand Naqashband* (d 1052 AH) and pupil of Shaikh Abdul Ḥaq(d1052AH) Muḥadith of Delhi. His literary work comprises of Qurānic exegesis, Ḥadīth, Jurisprudence, Taṣawwuf, biography, etc. both in Arabic and Persian languages. He wrote *Sharḥ-ul-Qurān* a detailed Tafsīr on complete Holy Qurān in Persian language. *Sharḥ-ul-Qurān* is an unpublished Tafsīr in Persian Language preserved as manuscript. The study is an endeavor to explore the said Tafsīr and to make an analytical study of its author's methodology and style in it. Different examples have been taken from the book to elaborate the qualities of the book. This study clears the fact that the writer has explained the matters in addressing style and raising different questions in simple way.

Keywords: Tafsīr, *Sharḥ-ul-Qurān*, *Khawaja Moeen uddin Kashmirī.*

خواجہ معین الدین کشمیری اپنے وقت میں کشمیر کے ان چند علماء میں سے تھے، جنہوں نے نہ صرف عوام بلکہ علماء و خواص کی بھی علمی سرپرستی کی۔ انہوں نے بہت سے علوم و فنون میں رائج الوقت فارسی اور عربی زبان میں متعدد کتب تالیف کیں۔ ان کی باقی کتب کے علاوہ عربی و فارسی زبان میں مکمل قرآن مجید کی محفوظ تفاسیر بھی ہیں۔ ان کی عربی تفسیر بنام "زبدۃ التفاسیر" جلالین کی طرز کی مختصر تفسیر ہے۔ جبکہ ان کی دوسری تفسیر "شرح القرآن" فارسی زبان میں مکمل تفسیر ہے- یہ تفسیر ماثور اور تفسیر بالرائی کی جامع تفسیر ہے۔ تفسیر میں فقہی رنگ غالب نظر آتا ہے، تاہم دیگر امور پر بھی مفسر نے طبع آزمائی کی ہے۔ تفسیر کے چار نسخے پاکستان اور انڈیا میں موجود ہیں۔ ذیل میں مفسر کا تفصیلی تعارف اور تفسیر شرح القرآن میں مفسر کے منہج و اسلوب کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے:۔

تعارف خواجہ معین الدین

خواجہ معین الدین کشمیری کا پورا نام معین الدین بن خواجہ خاوند محمود(۱۰۵۲ھ / ۱۶۴۲ء) بن میر سید شریف بن خواجہ محمد ضیاء الدین بن خواجہ میر محمد چراغ بن خواجہ علاء الدین حامد حسین بن خواجہ علاء الدین عطار ہے[1]۔ ان کے والد خواجہ خاوند محمود(۱۰۵۲ھ) سلسلہ نقشبندیہ کے ممتاز بزرگ تھے۔ خواجہ خاوند محمود ماوراء النہر کے علاقہ میں صاحب اثر و رسوخ بزرگ تھے ،ان کے مریدین کثیر تعداد میں موجود تھے، اور وہ عہد شاہجہانی (۱۰۳۷ھ۔ ۱۰۶۸ھ) میں کابل سے تشریف لائے اور کشمیر میں آباد ہوئے۔ خواجہ معین الدین کشمیری نے ۱۰۸۵ھ/ ۱۶۷۵ء میں وفات پائی[2]۔ شیخ معین الدین کشمیر میں پیدا ہوئے۔ اور وہیں نشو و نما پائی ابتدائی کتب والد محترم سے پڑھنے کے بعد دہلی چلے گئے، جہاں انہوں نے شیخ عبد الحق محدث دہلوی(۹۵۸ھ۔ ۱۰۵۲ھ) سے زانوئے تلمذ طے کیا اور علوم دینیہ کی تکمیل کی۔ آپ کا شمار وقت کے جید ترین علماء میں ہوتا تھا۔ خطہ کشمیر کے مشہور

---

1 ۔ رحمان علی، تذکرہ علمائے ہند، مرتب و مترجم: ڈاکٹر محمد ایوب قادری، کراچی: پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، بیت الحکمت مدینۃ الحکمۃ ص: ۴۲۶۔

2 ۔ ایضاً، مزید دیکھیے: ڈاکٹر ظہور الدین اظہر، پاکستان میں فارسی ادب، لاہور: یونیورسٹی بک ایجنسی، ج: ۱، ص: ۶۳۳۔۶۳۴۔

علماء مسائل فقہیہ کے لیے ان سے رجوع کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ موصوف مسائل شرعیہ کی توضیح اور افتاء میں مرجع علماء تھے۔ خواجہ معین اپنے والد کے خلیفہ بھی تھے[3]۔

تصانیف

شیخ معین الدینؒ نے متعدد اسلامی علوم پر کتب تالیف کیں۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ زبدۃ التفاسیر (عربی)

۲۔ شرح القرآن (فارسی)

یہ دونوں مکمل قرآن مجید کی تفاسیر ہیں۔ ان کا تفصیلی مطالعہ آمدہ صفحات میں پیش کیا جائے گا۔

۳۔ فتاوی نقشبندیہ

یہ کتاب شریعت اور طریقت کے علوم پر مشتمل ہے شیخ معین الدین نے اپنے معاصر علماء کی فرمائش پر اسے تالیف کیا۔ اور اس کی ترتیب میں ان کے متعدد معاصر علماء نے ان کی مدد کی۔ ان کی اس تالیف کا تذکرہ ان کی فارسی تفسیر "شرح القرآن معینی" کے بہت سے مقامات پر ملتا ہے۔ اس کتاب کے تین نسخے موجود ہیں جو پشاور یونیورسٹی، پاکستان، خدابخش لائبریری، پٹنہ، بھارت، کوئٹہ پاکستان کے کتابوں کے ایک تاجر ملایعقوب کے پاس موجود ہے[4]۔

۴۔ مرآۃ طیبہ

خواجہ معین الدینؒ نے یہ کتاب اپنے والد کے حالات پر لکھی، جو سلسلہ نقشبندیہ کی نمایاں ترین شخصیت تھی[5]۔ یہ کتاب تین سو تہتر (۳۷۳) صفحات پر مشتمل ہے۔ مؤرخین اور شیخ کے سوانح نگاروں نے اس کے دو نسخوں کا ذکر کیا ہے: ایک ان میں سے انڈین آفس لائبریری، لندن انگلینڈ میں جبکہ دوسرا نسخہ رضا لائبریری، رام

---

[3] ۔ رحمان علی، تذکرہ علمائے ہند، مرتب و مترجم: ڈاکٹر محمد ایوب قادری، ص: ۴۲۶۔

[4] ۔ مفتی غلام سرور لاہوری (م ۱۸۹۰ء)، حدیقۃ الاولیاء، لاہور: پروگریسو بکس، ص: ۱۲۵، میاں اخلاق احمد، تذکرہ حضرت ایشاں (لاہور: میاں پرنٹرز مچھلی منڈی، ۱۹۷۷ء، ط ۴) ص: ۹۴۔

[5] ۔ خواجہ خاوند محمود نقشبندی، جامع کمال ظاہری و باطنی و مظہر جمال صوری و معنوی تھے (تفصیل ملاحظہ کیجیے: حدیقۃ الاولیاء، ص: ۱۵۴۔۱۵۶)۔

پور، انڈیا میں ہے۔ کشمیری مؤرخ محمد الدین فوق نے اسے خواجہ معین الدینؒ کی سب سے مشہور تالیف قرار دیا ہے[6]۔ اس کتاب کا دوسرا نام مقامات محمودیہ بھی ہے، انڈین لائبریری آفس لندن میں فہرست مخطوطات کے مرتب نے مرآۃ طیبۃ اور مقامات محمودیہ کو ایک ہی کتاب شمار کیا ہے۔ خود خواجہ معین الدینؒ نے اس کتاب کا تاریخی نام "مرآۃ طیبۃ" ہی رکھا ہے[7]۔

۵۔رسالہ رضوانی[8]

یہ رسالہ مصنف کے والد کے احوال، کرامات، مناقب اور ان کے شجرہ نسب پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے دو نسخے ہیں: ایک جموں وکشمیر کلچرل اکیڈمی سری نگر کشمیر[9] میں جبکہ دوسرا نسخہ جی معین الدین لاہوری کے پاس ہے[10]۔

۶۔ملفوظات حضرت ایشاں[11]

یہ رسالہ خواجہ معین الدینؒ کے والد کے اقوال وملفوظات کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب کا ایک ہی نسخہ کے بارے میں جانکاری ہوسکی ہے، اور وہ رائل ایشیاٹک سوسائٹی کولکتہ، انڈیا میں موجود ہے۔

۷۔سیر محمدی

یہ کتاب سیرۃ خیر البشر کے نام سے بھی ذکر کی گئی ہے[12]۔ محمد الدین فوق نے اسے بھی خواجہؒ کی سب سے مشہور کتاب شمار کیا ہے[13]۔

---

[6] ۔ محمد الدین فوق (۱۹۴۵ء)، مکمل تاریخ اقوام کشمیر، لاہور: مشتاق بک کارنر، الکریم مارکیٹ اردو بازار، ص: ۱۴۸۔

[7] ۔ میاں اخلاق احمد، تذکرہ حضرت ایشاں، ص: ۱۲۔

[8] ۔ تحائف الأبرار، ص: ۶۰، ۶۱، تاریخ اعظمی، ص: ۶۸، ۱۶۷، حدائق الحنفیہ، ص: ۴۴۱۔

[9] ۔ مفتی غلام سرور لاہوری، حدیقۃ الأولیاء، ص: ۱۲۱۔

[10] ۔ میاں اخلاق احمد، تذکرہ حضرت ایشاں، ص: ۹۴۔

[11] ۔ ایضا، ص ۹۳۔

[12] ۔ ایضا

[13] ۔ محمد الدین فوق، تاریخ اقوام کشمیر، ص: ۱۴۸۔

۸۔ مرقعۃ القلوب

عربی زبان میں تحریر کی گئی اس کتاب میں مصنف نے فقہ و تصوف کو اپنا موضوع بنایا ہے۔ پہلے مصنف نے اس کتاب کا نام "مفرح القلوب" رکھا پھر انہوں نے اس کتاب کے لیے مذکورہ نام کو پسند کیا۔ محمد الدین فوق نے اس کا نام "مر آۃ القلوب"[14] جبکہ مفتی غلام سرور لاہوری (م ۱۳۰۷ھ / ۱۸۹۰ء) نے اس کا نام "المرقعۃ القلوب و تحفۃ الکاملین" ذکر کیا ہے[15]۔ اس کا ایک ہی نسخہ جی معین الدین لاہوری کے پاس ہے[16]۔

۹۔ مر آۃ العدالۃ

سوانح نگاروں نے اس کتاب کو خواجہ معین الدینؒ کی طرف منسوب کیا لیکن اس کتاب کے موضوع کے بارے میں معلومات فراہم نہیں کی[17]۔

۱۰۔ رسالۃ رد الملاحدۃ

مصنف نے خود اس رسالہ کو اپنی عربی تفسیر "زبد التفاسیر" میں ذکر کیا ہے۔ یہ رسالہ فارسی زبان میں ہے[18]۔

۱۱۔ تفسیر سورۃ یوسف

مؤرخین نے پنجاب پبلک لائبریری لاہور میں اس جزوی تفسیر کے ایک نسخے کی موجودگی کا دعویٰ کیا ہے[19]۔

---

14 ۔ محمد الدین فوق، تاریخ اقوام کشمیر، ص: ۱۴۸، تذکرہ ایشاں، ۹۳۔

15 ۔ مفتی غلام سرور لاہوری، حدیقۃ الأولیاء، ص: ۱۲۵،

16 ۔ ایضاً ص: ۱۲۱، میاں اخلاق احمد، تذکرہ ایشاں، ص: ۲۳۔

17 ۔ مفتی غلام سرور لاہوری، حدیقۃ الأولیاء، ص: ۱۲۵، ظہور الدین اظہر پاکستان میں فارسی ادب، ج: ۳، ص: ۶۳۳۔۳۶۔

18 ۔ معارف، ص: ۲۳۳، پاکستان میں فارسی ادب، ج: ۳، ص: ۶۳۳۔۳۶۔

19 ۔ ڈاکٹر ظہور الدین احمد، پاکستان میں فارسی ادب، ج: ۳، ص؛ ۶۳۳۔۶۳۶۔

۱۲۔ نسخۃ الجامع الصحیح للبخاری

خواجہ معین الدینؒ نے صحیح بخاریؒ کے دو نسخے شہر رسول ﷺ (مدینہ منورہ) کے لیے وقف کرنے کی غرض سے لکھے تھے، اگرچہ وہ ان کو نہ بھجوا سکے۔ اس کے دو نسخے موجود ہیں ایک سعیدیہ لائبریری (محمد عمران (طبیب) کی لائبریری)، ٹانک انڈیا میں جبکہ دوسرا نسخہ لاہور میوزیم میں موجود ہے[20]۔

۱۳۔ کنز السعادت

اخلاق و حکمتوں پر مشتمل یہ کتاب نظم و نثر دونوں انداز سے تحریر کی گئی ہے۔ اس کتاب کا قلمی نسخہ گنج بخش لائبریری مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد میں موجود ہے[21]۔

۱۴۔ اختصار صحیح بخاری، صحیح مسلم اور جامع الترمذی

شرح القرآن کے مقدمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ معین الدینؒ نے صحیح بخاری مکمل، جبکہ صحیح مسلم کی اکثر احادیث اور جامع الترمذی کی بعض احادیث کا اختصار کیا، جس میں انہوں نے اسانید کو حذف کرنے کے ساتھ ساتھ ان کتب حدیث میں تکرار کو بھی ختم کیا جیسا کہ انہوں نے فرمایا: "چنانکہ انتخاب کردن تمام کتاب صحیح بخاری مع اکثر کتاب صحیح مسلم و بعضی از کتاب جامع ترمذی این است کہ ھر سہ کتب صحیحہ را حذف اسانید کردہ در اختصار کردن از احادیث مکررہ سعی جمیل نمودہ شد"[22]۔

---

[20] ۔مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: معارف، ص ۲۲۳۔

[21] ۔ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی، فہرست الفبائی نسخہ ھای خطی کتابخانہ گنج بخش، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۲۰۰۵، ص: ۶۲۳

[22] ۔خواجہ معین الدین کشمیری، شرح القرآن، نسخہ خطی، مخزونہ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ص: ۴۔

"شرح القرآن" کا تعارف

شیخ معین الدین کشمیری (۱۰۸۵ھ / ۱۶۷۴ء)[23] کی تحریر کی ہوئی قرآن مجید کی یہ تفسیر اول الذکر تفسیر "زبدۃ التفاسیر" کے مقابلے میں تفصیلی تفسیر ہے۔ تمام تفسیری پہلوؤں کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ "شرح القرآن" فارسی زبان میں ہے اور پچیس سطور پر مشتمل بڑے سائز کے ۹۰۰ سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ آیاتِ قرآنی سرخ روشنائی سے تحریر کی گئی ہیں جبکہ ترجمہ و تفسیر سیاہی کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ ترجمہ و تفسیر کو ایک ساتھ اور ایک ہی روشنائی کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جس کی بناء پر قاری کے لیے دونوں میں فرق کرنا مشکل امر ہے۔ خواجہ معینؒ نے اس تفسیر کو ۷ رجب ۱۰۷۱ھ تا ۲۷ محرم الحرام ۱۰۷۲ھ کے دوران چھ ماہ اور چند دنوں کی قلیل مدت میں مکمل کیا[24]۔

شرح القرآن کے نسخہ جات

اس تفسیر کے تین نسخہ جات تک رسائی ہو سکی ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ اس کتاب کا ایک نسخہ مولانا محمد زاہد الحسینی خطیب جامع مدینہ کیمبلپور (اٹک) کے کتب خانے میں موجود ہے۔ کتاب کا دوسرا ورق موجود نہیں۔ نسخہ کرم خوردہ ہے اور جابجا متن ضرر رسیدہ ہے۔ کل ۶۲۹ صفحات ہیں اور ہر صفحے میں ۲۱ سطریں ہیں کتاب کا آغاز اس طرح ہے: "هو المعین بسم الله الرحمٰن الرحیم۔ حمد نا محدود و ثنای نا معدود معبودی راسزاست کہ حمد جمیع حامدان و ثنای جمیع ثناخوانان راجع بذات پاک اوست"۔ (بے حد و بے شمار تعریف اسی کو سزاوار ہے کیونکہ تمام حمد کرنے والوں اور ثناء خوانوں کی ثناء اسی کی ہی طرف لوٹتی ہے)۔

۲۔ اس تفسیر کا ایک اور نسخہ سعیدیہ لائبریری ریاست ٹانک میں موجود ہے[25]۔

---

[23] ۔ رحمان علی، تذکرہ علمائے ہند، مرتب و مترجم: ڈاکٹر محمد ایوب قادری، کراچی: پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، بیت الحکمت مدینۃ الحکمۃ، ص: ۴۲۶۔

[24] ۔ معین الدین کشمیری، شرح القرآن (قلمی نسخہ) مخزونہ مرکز تحقیقات فارسی اسلام آباد، ص: ۱۔۲۔

[25] ۔ ڈاکٹر ظہور الدین احمد، پاکستان میں فارسی ادب، ص: ۶۳۵۔

۳۔اس کا تیسرا نسخہ مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان اسلام آباد کی لائبریری میں موجود ہے۔ آمدہ صفحات میں اس تفسیر کے منہج کا تحقیقی مطالعہ اسی نسخہ کی بنیاد پر لکھا گیاہے۔اس کا تفصیلی تعارف ذیل کے صفحات میں پیش کیاجاتا ہے

تفسیر ''شرح القرآن'' میں شیخ معین الدین ؒ کا منہج

یہ تفسیر برصغیر میں فارسی میں لکھی جانے والی تفاسیر میں ابتدائی تفاسیر میں سے ہے۔یہ مکمل قرآن مجید کی تفسیر ہے جس میں مفسرؒ نے حالات کے مطابق تمام تفسیری پہلوؤں کو پیش نظر رکھاہے۔اگرچہ اس تفسیر میں فقہی رنگ غالب ہے لیکن باقی امور یعنی علوم عربیہ ، کلامی مباحث ، علوم القرآن اور تصوف جیسے مسائل پر بھی مباحث شامل کی گئی ہیں۔ آمدہ سطور میں اس تفسیر کا تفصیلی منہج بیان کیاجاتاہے۔

تفسیر بالماثور میں مفسر کا منہج

تفسیر القرآن بالقرآن

مفسر نے آیات کی تائید اور تفسیر میں دوسری آیات کا سہار لیاہے۔اس سلسلہ میں وہ رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کی بیان کردہ کسی آیت کی قرآنی تفسیر سے آیت تفسیر کرتے ہیں یا اپنی منتخب کردہ آیت کسی آیت کی تفسیر میں پیش کرتے ہیں۔ تفسیر القرآن بالقرآن کی مثالیں درج ذیل ہیں:

ا۔﴿الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ﴾[26] اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:''ایمان کسی رادر امن آوردن است از روی لغت و فی الاصطلاح اقرار باللسان و تصدیق بالقلب فی إنزال القرآن و رسالت النبی ﷺ و الإسلام انقیاد لاوامر اللہ تعالی و اجتناب عن النواھی و بمقتضای کریمہ ﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا﴾[27]'' درمیان ایمان و اسلام عموم و خصوص ہست چنانچہ خدای عزوجل بر حقیقت اسلام کہ اقرار زبانی اعراب بود حضرت پیغمبر را اطلاع بخشید می فرماید کہ گفتند اعرابی کہ ایمان آوردیم بگوای محمد در جواب اینہا کہ ایمان نیاوردید ولیکن بگوید کہ اسلام آوردیم و اعرابی بنابر حفظ جان ومال و فرزندان در غزوات اقرار لسانی داشتند ودر

---

[26] ۔سورۃ البقرۃ، ۲: ۳۔

[27] ۔سورۃ الحجرات، ۴۹: ۱۴۔

واقع تصدیق بہ دل نکردند"[28] (لغت کی رو سے ایمان کسی کا امن میں آنا ہے اور اصطلاح میں انزال قرآن، رسالت کی دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کرنا (ایمان) ہے۔ اور اسلام اوامر الٰہی کے آگے سر تسلیم خم کرنے اور برائیوں سے بچنا ہے۔اور آیت کریمہ: ﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا﴾[29] کے مطابق ایمان اور اسلام کے درمیان عموم و خصوص ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے عرب دیہاتیوں کے زبانی اقرار کی بناپر حضور ﷺ کو اطلاع دی تو حضور ﷺ نے ان کے ایمان لانے کے دعوے پر فرمایا: کہ تم یہ نہ کہو کہ ہم ایمان لائے بلکہ تم کہو کہ ہم اسلام لائے۔ اور عرب کے دیہاتیوں نے جان، مال اور اولاد کی جان بخشی کی خاطر غزوات میں زبانی اقرار تو کیا تھا لیکن دل سے اس کی تصدیق نہیں کی تھی)۔

۲۔ ﴿وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ﴾[30] آیت کے اس جزء کی تفسیر میں خواجہ معین الدین فرماتے ہیں: آدمی را سہ قرار گاہ است یکی رحم مادر چنانچہ خدای عزو جل فرمود کہ: ﴿فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ﴾[31] یعنی در پشت پدر ودیعت نہادم و در رحم مادر قرار دادم و ازانجا بصورت آراستہ و بمعنی پراستہ بعرصہ ظہور آوردم ودوم بہشت چنانچہ فرمود: ﴿أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا﴾[32] وسیم نار و یؤیدہ[33] قولہ تعالیٰ: ﴿إِلَى رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ﴾[34] "آدمی (آدمی کی تین قرار گاہیں ہیں ایک رحم مادر چنانچہ خدائے عزوجل نے فرمایا: پس ٹھہرنے والا ہے اور کوچ کرنے والا ہے یعنی باپ کی پشت پر میں نے ودیعت کیا اور رحم مادر میں قرار دیا۔ اور اس مقام سے بصورت آراستہ اور اور پیراستہ اسے میں نے ظہور بخشا اور دوسری (قرار گاہ) جنت ہے جیسا کہ فرمایا: جنت والے اس دن بہترین ٹھکانے میں ہوں گے اور تیسری قرار گاہ

---

[28] ۔ معین الدین کشمیری، شرح القرآن، ص: ۳۲۔

[29] ۔ سورۃ الحجرات، ۴۹: ۱۴۔

[30] ۔ سورۃ البقرۃ، ۲: ۳۶۔

[31] ۔ سورۃ الانعام، ۶: ۹۸۔

[32] ۔ سورۃ الفرقان، ۲۵: ۲۴۔

[33] ۔ معین الدین کشمیری، شرح القرآن، ص: ۳۹۔

[34] ۔ سورۃ القیامۃ، ۷۵: ۱۲۔

آگ ہے اور اس کی تائید اللہ تعالیٰ کا یہ قول کرتا ہے: تیرے رب کی طرف ہی اس دن قرار ہو گا)۔

تفسیر القرآن بالحدیث

قرآنی آیات کی تفسیر میں مفسرؒ نے احادیث سے بھی بھرپور استفادہ کیا ہے اس بابت انہوں نے کہیں احادیث کو عربی متن مع ترجمہ ذکر کیا ہے اور کہیں محض فارسی ترجمہ پر اکتفاء کیا ہے۔ بلا اسناد اور حدیث کی کتاب کا حوالہ اور اسناد کے بغیر محض صحابی کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے۔ صحیح احادیث کے ساتھ ساتھ ضعیف احادیث بھی تفسیر میں در آئی ہیں۔ احادیث کی تصحیح و تضعیف ان کے اسلوب میں شامل نہیں ہے۔ ذیل میں چند مثالوں سے ان کے منہج کو سمجھا جا سکتا ہے:

1۔ عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «إن أول زمرة يدخلون الجنة على صورة القمر ليلة البدر، ثم الذين يلونهم على أشد كوكب دري في السماء إضاءة، لا يبولون ولا يتغوطون، ولا يتفلون ولا يمتخطون، أمشاطهم الذهب، ورشحهم المسك، ومجامرهم الألوة الأنجوج، عود الطيب وأزواجهم الحور العين، على خلق رجل واحد، على صورة أبيهم آدم، ستون ذراعا في السماء [35]

(اعنی مرویست ازابی ہریرہ کہ گفت رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بدرستی کہ اول جماعۃ کہ داخل میشوند بہ بہشت رویہاشان ہیچون ماہ شب چھاردہ باشد و فرقہ دوبم کہ عقب ایشان داخل میشوند ہیچو ستارہ روشن در آسمان می باشد در ہشت بول و غابط و آب دھن و آب پنی و بلغم کہ از دھن می بر آید می بر اید می باشد و شانہا ایشان از طلا است و از عرق ایشان بوی مشک می آید غایط و بول از ہمین دفع میشود و خوشبوی سوز ایشان از عود ھندی می باشد و زنان ایشان حور العین بر خلق یکمرد کہ آدم باشد بر قد آدم شصت کہ جانب آسمان [36]

---

[35] ۔ معین الدین کشمیری، شرح القرآن، ص: ۳۵، محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، محمد زہیر بن ناصر الناصر، ترقیم: محمد فؤاد عبد الباقی، دار طوق النجاۃ، كتاب: ، باب: باب ما جاء في صفة الجنة وأنها مخلوقة حديث نمبر: ۳۳۲۷. (شرح القرآن میں کتابت کی کچھ اغلاط بھی ہیں جیسے: إضاءة کی جگہ اذاءة، الحور العين کی بجائے حور العین اور مجامرھم کی بجائے مجامیرھم تحریر کیا گیا ہے)۔

[2]۔ معین الدین کشمیری، شرح القرآن، ص: ۳۵۔

(میری مراد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب سے پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہو گا ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مثل ہوں گے اس کے بعد ان کے بعد والوں کے چہرے آسمان میں چمکنے والے ستارے کی مانند ہوں گے نہ وہ بول و براز کریں گے نہ وہ تھوکیں گے اور نہ رینٹ نکالیں گے، ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی، ان کا پسینہ مشک کی طرح ہو گا، ان کی انگیٹھیاں اگر کی لکڑی کی ہوں گی، ان کی بیویاں حورِ عین (موٹی آنکھوں والی) ہوں گی، وہ اپنے باپ حضرت آدم (علیہ السلام) کی شکل وصورت و خلقت پر ستر گز لمبے ہوں گے)۔

۲۔ مرویست از رسول ﷺ ای کروہ آدمیان دور باشید از زنا در بن زنا شش خصلت است سہ در دنیا و سہ در آخرت و آن سہ خصلت کہ در دنیاست میرود مال و فقیر میشود در عمر نقصان میشود و اما آن سہ خصلت کہ در آخر تست واجب میشود غضب خدا و حساب شرمند و حجالۃ زدہ میشود و مخلد میماند در نار اکر حلال دانستہ است و توبہ نکرد[37]۔ (رسول ﷺ سے مروی ہے کہ اے لوگو! تم زنا سے دور رہو کیونکہ زنا سے چھ خصلتیں حاصل ہوتی ہیں: تین دنیا میں اور تین آخرت میں۔ وہ تین خصلتیں جو دنیا میں حاصل ہوتی ہیں: وہ چہرے کی رونق کا ختم ہونا، فقیری اور عمر میں کمی ہے اور آخرت میں جو تین خصلتیں حاصل ہوتی ہیں ان میں خدا کا غضب، حساب میں شرمندگی ورسوائی اور ہمیشہ کے لیے جہنم کی آگ (اگر اس نے اسے حلال جانا اور توبہ نہ کی تو تب دائمی جہنم اس کا ٹھکانہ ہو گا))۔

---

[3]۔ معین الدین کشمیری، شرح القرآن، ص: ۸۰۴۔ اس حدیث کی سند میں ضعف ہے۔ حدیث کی عربی عبارت مع حکم ملاحظہ کیجیے: عن حذيفة بن اليمان، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " يا معشر المسلمين، إياكم والزنا، فإن فيه ست خصال، ثلاث في الدنيا، وثلاث في الآخرة، فأما التي في الدنيا: فذهاب البهاء، ودوام الفقر، وقصر العمر، وأما التي في الآخرة: سخط الله، وسوء الحساب، والخلود في النار (ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بن موسی بیہقی، سنن بیہقی، (م ۴۵۸ھ) تحقیق و تخریج: ڈاکٹر عبد العلی عبد الحمید حامد، ریاض: مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع، ط: ا، ۱۴۲۳ھ-- ۲۰۰۳م، ج: ۷، ص: ۳۳۲، محقق نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا: فهذا إسناد ضعيف، مسلمة بن علي الخشني متروك، وأبو عبد الرحمن الكوفي مجهول۔ کہ یہ اسناد ضعیف ہے۔ اس کے راوی مسلمۃ بن علی خشنی متروک اور ابو عبد الرحمٰن کوفی مجہول ہیں)۔

تفسیر با قوال صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ

تفسیر ''شرح القرآن'' میں جابجا اقوال و آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعینؒ ملتے ہیں۔ کبھی کسی لفظ کے معنی میں تو کبھی شان نزول کے ضمن میں، کہیں ناسخ و منسوخ کے بیان میں تو کہیں کسی معنی و مفہوم کے تعین میں، بہر طور مفسرؒ نے ان اقوال و آثار سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ اس سلسلے کی چند ایک مثالیں مندرجہ ذیل پیش کی جاتی ہیں:

۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمود کہ ھر جا کہ در قرآن ذکر عبادت است مراد ازان توحید است[38]۔(ابن عباس رضی اللہ عنہمانے فرمایا کہ قرآن میں جس مقام پر عبادت کا ذکر آیا ہے اس سے مراد توحید ہے)۔

۲۔ وبجا آوردند مفروضات رامثل نماز پنجگانہ وصیام ماہ رمضان وزکوٰۃ مال وحج وقول کلمہ شہادت واین قول حضرت امیر المؤمنین عثمان ابن عفانت رضی اللہ عنہ کہ عمل صالح خالص کردن اعمال رامیکویند وبعضے کفتہ اند کہ عمل صالح چہار چیز است علم ونیت وصبر واخلاص[39]۔

(اور فرائض جیسے نماز پنجگانہ، ماہ رمضان کے روزے، زکوٰۃ، کلمہ شہادت کی ادائیگی۔ حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ہے کہ اعمال کو خالص کرنا عمل صالح کہلاتا ہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ عمل صالح چار چیزیں ہیں: علم، نیت، صبر اور اخلاص)۔

تفسیر ''شرح القرآن'' اور علوم القرآن

شیخ معین الدینؒ نے شان نزول[40] کے بیان کا خاص اہتمام کیا ہے۔ شان نزول کے بیان میں انہوں نے ایک آیت کے پس منظر میں موجود ایک سے زائد شان نزول کے بیان کے ساتھ ساتھ شان نزول کے اختلاف[41] کو بھی بیان کیا ہے۔ شان نزول کے بیان میں ان کے اسلوب کو ملاحظہ کیجیے:

---

[38] ۔ معین الدین کشمیری، شرح القرآن، ص: ۳۴۔

[39] ۔ ایضا، ص: ۳۴۔۳۵۔

[40] ۔ شان نزول یا سبب نزول سے مراد وہ واقعہ یا حادثہ جس کے بارے میں یا جس کے حکم کے بیان کے لیے آیت نازل ہوئی ہو۔ (ملاحظہ کیجیے: محمد عبدالعظیم زرقانی (م ۱۹۴۸ء)، مناہل العرفان، تحقیق: فواز احمد زمرلی، بیروت: دارالکتب العربی، ط: ۱، ۱۴۱۵ھ، ۱۹۹۵ء، ج: ۱، ص: ۶۴۔۶۵)۔

۳۔﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾[42]

باعث نزول این آیہ آنست کہ داخل میشد غلام اسماء بنت ابی مرثد بر اسماء در وقت کراہۃ یا داخل شد بر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وقت نیم روز حالانکہ برہنہ بود[43] (اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ اسماء بنت ابی مرثد کا غلام ممنوع وقت میں ان کے گھر میں داخل ہوا یا وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہاں ایسے وقت میں آیا کہ اس وقت عمر رضی اللہ عنہ برہنہ تھے)۔

۲۔ نازل شد در قوم بنی لیث ابن عمر کہ وحرج مید انستند تنہا خوردن را این آیۃ نازل شد کہ کناھی نیست خواہ یکجا خورید خواہ متفرقہ[44]۔

(یہ آیت قوم بنی لیث، ابن عمر کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ اکیلے اکیلے کھانے کو اچھا نہیں سمجھتے تھے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ چاہے اکٹھے کھاؤ چاہے جدا جدا اس میں کوئی گناہ نہیں)۔

مکی ومدنی سورتوں کا بیان

ذیل میں مکی اور مدنی سورتوں کے بیان کی مثال شرح القرآن سے بیان کی جاتی ہیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾[45] اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ﴾ ای مردم مکہ و مدینہ بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما ہر

---

[41] ۔ مثال کے لیے ملاحظہ کیجیے: شرح القرآن، ص: ۸۳۲۔

[42] ۔ سورۃ النور، ۲۴: ۵۸۔

[43] ۔ معین الدین کشمیری، شرح القرآن، ص: ۸۳۰۔

[44] ۔ ایضا، ص: ۸۳۳۔ اس اقتباس میں لفظ "کناھی" نقل بمطابق اصل کے ہے۔ ورنہ یہ لفظ "گناھی" ہے۔ جیسا کہ اس سے پہلے اسلوب ترجمہ کے ذیل میں یہ بات بیان کر دی گئی ہے کہ بعض مقامات پر فارسی کے الفاظ میں عام رسم الخط سے انحراف پایا جاتا ہے۔ اسی طرح شرح القرآن کی دیگر مثالوں میں بھی رسم الخط کی یہ تبدیلی دیکھی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ جو الفاظ عام رسم الخط سے مختلف ہیں ان میں لفظ "مسائل" کی جگہ "مسایل" آں وقت کی جگہ آنوقت، آں را کی جگہ آنرا، ایں قول کی جگہ اینقول وغیرہ کے الفاظ ان مثالوں میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

[45] ۔ سورۃ البقرۃ، ۲: ۲۱۔

جا کہ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ﴾ ست خطاب با اھل مکہ است وہر جا کہ ﴿یا أَیُّھَاالذین آمنوا﴾ ست خطاب با اھل مدینہ است و درین جا شامل است مر جمیع مخلوقات متکلفہ را ﴿اعْبُدُوا﴾ بندگی کنید بواحدانیت واحد بے انبار و توحید حمد بے نیاز اعتراف نمائید ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمود کہ ہر جا کہ در قرآن ذکر عبادت است مراد ازان توحید است ﴿رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ﴾ پروردگار خویش را آن آفریدگاری[46] (اے مکہ و مدینہ کے لوگو! بفرمان ابن عباس رضی اللہ عنہما ہر وہ مقام جہاں ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ﴾ سے خطاب ہو تو اس سے اہل مکہ مراد ہوتے ہیں اور ہر وہ مقام کہ جہاں ﴿يَا أَيُّهَا الذین﴾ سے خطاب ہو تو اس سے اہل مدینہ مراد ہوتے ہیں لیکن اس مقام پر خطاب تمام مخلوقات متکلفہ کو شامل ہے کہ وہ سب وہ الہ واحد لامحدود کی وحدانیت اور بے نیاز کی حمد اور توحید کا اعتراف کریں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، کہ قرآن مجید میں ہر وہ مقام جہاں عبادت کا ذکر ہے اس سے مراد توحید ہے)۔

شرح القرآن اور مسائل فقہیہ

شرح القرآن میں مسائل فقہیہ کو ذکر کرنے کے اہتمام کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ مقدمہ تفسیر میں مفسر نے اپنی تفسیر میں ذکر کیے گئے مختلف مسائل کی فہرست مرتب کی ہے۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کون سا مسئلہ کس سورت میں کس آیت کی تفسیر کے تحت ذکر کیا گیا ہے۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مفسر نے اپنی تفسیر کو فقہی مسائل اور ان کے حل کا ذریعہ بنایا ہے۔ اس فہرست کا کچھ حصہ ملاحظہ کیجیے:

مسایل[47] زلۃ القاری در سورہ فاتحہ بیان بافت (زلۃ القاری کے بارے میں مسائل سورہ فاتحہ میں بیان ہوئے)۔

مسائل صلوٰۃ در اوائل سورہ بقرہ در آیہ ﴿واقیموا الصلوٰۃ﴾ بیان یافت (نماز کے مسائل سور بقرہ کے اوئل میں آیت: ﴿واقیموا الصلوٰۃ﴾ کے تحت بیان ہوئے)۔

مسائل نماز با جماعت در اول سورہ بقرہ در آیہ ﴿و ارکعوا مع الراکعین﴾ بیان یافت (نماز با جماعت کے مسائل سورہ بقرہ کے شروع میں آیت ﴿وارکعوا مع الراکعین﴾ کے ضمن میں بیان ہوئے ہیں)۔

46۔ خواجہ معین الدین، شرح القرآن، ص: ۳۲۔

47۔ یہ لفظ تفسیر شرح القرآن سے اسی طرح نقل کیا گیا ہے جبکہ اصل میں یہ مسائل ہے۔

مسایل وجوب حج در سورہ بقرہ در آیہ ﴿فمن حج البیت﴾ بیان یافت (وجوب حج کے مسائل سورہ بقرہ آیت ﴿فمن حج البیت﴾ کے تحت بیان ہوئے ہیں)[48]۔

یہ اس فہرست سے چند مثالیں ہیں جو شرح القرآن کے آغاز میں مفسر نے اپنی اس تفسیر میں مختلف سورتوں کے ضمن میں بیان کیے ہیں۔ اب شرح القرآن میں سے فقہی احکام کی چند ایک مثالیں درج ذیل ہیں:

ا۔ مصنف شرح القرآن طالب سعادت وارجمندی معین نقش بندی مسائل زکوٰۃ بتطویل در فتاوٰی نقش بندیہ و خزائن فقہ المعینیہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ است مر اورا از سال اول و دو سال دیگر رانیست چرا کہ از دو صد درھم پنج درھم در سال اول داد پس نصاب ناقص شد از پنج کم در دو صد زکوٰۃ نیست)۔

(مصنف شرح القرآن طالب سعادت و ارجمند معین نقشبندی نے مسائل زکوٰۃ کو فتاوٰی نقشبندیہ اور خزائن فقہ المعینیہ میں طوالت کے ساتھ ذکر کیا ہے اور اس مقام پر تقریباً بالاختصار چند مسائل ذکر کرتا ہے۔ کہ زکوٰۃ واجب ہے ہر بالغ، مسلمان پر اس وقت کہ جب وہ پورے نصاب کا مالک ہو یعنی محتاج نہ ہو اور آزاد ہو غلام نہ ہو اگر کسی مالک کا غلام ہزار درہم کا مالک ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے اس لیے کہ اس کا مال اس کے مالک کا مال ہے۔ بالغ کہا اس (حکم) سے بچہ نکل گیا اس لیے کہ جب تک وہ بلوغت کی حد کو نہ پہنچے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں مسلمان کہا اس سے کافر خارج ہو گیا کیونکہ کافر پر زکوٰۃ نہیں کیونکہ زکوٰۃ ایمان و اسلام کی حدود سے ہے اور کافر ان دونوں سے محروم ہے۔ زکوٰۃ دو سو درہم پر پانچ درہم، بیس مثقال سونے پر آدھا (مثقال) زکوٰۃ واجب ہوتی ہے چاہے وہ سونا خالص ہو یا عورتوں کے زیور یا سونے کے برتن کی صورت میں اس کے بعد دو سو درہم کا حساب کر کے اس سے پانچ درہم اور اگر اشرفی کا بیس مثقال سے حساب کیا گیا تو دو آدھے مثقال دینا ہوں گے۔ زکوٰۃ نقد، چاندی اور سونا چاہے وہ سکوں کی صورت میں ہو یا سکوں کی صورت میں نہ ہو، نفع اٹھایا ہو یا نہ لیکن ہر دو صورت میں خرید و فروخت کے لیے تیار ہو تو اس پر واجب ہے اس وقت کہ جب چاندی دو سو درہم اور سونا بیس مثقال کے برابر ہو ان دونوں اجناس میں اڑھائی فی صد یعنی دو سو درہم میں پانچ درہم جبکہ بیس مثقال میں آدھا درہم زکوٰۃ واجب ہے۔ اگر کسی کے پاس دس مثقال سونا اور سو درہم ہیں یا پندرہ مثقال سونا اور پچاس

48۔ تفسیر "شرح القرآن" میں فقہی مسائل کی اس فہرست کے لیے ملاحظہ کیجیے: خواجہ معین الدین، شرح القرآن، ص: ٦۔٨۔

درہم ہیں تو اس پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔ اگر کسی کے پاس سو درہم اور پانچ مثقال سونا ہو اور اس کی قیمت سو درہم کو پہنچتی ہو تو امام اعظمؒ کے نزدیک اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اس مسئلہ کی اصل یہ ہے کہ امام اعظمؒ کے نزدیک سونے کو چاندی کے ساتھ قیمت میں ملایا جا سکتا ہے جبکہ صاحبینؒ کے نزدیک انہیں نہیں ملایا جاتا۔ اگر کسی کے پاس سو درہم نقد ہوں اور ایک سو اس نے قرض دیا ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اگر ایک شخص کے پاس ہزار درہم ہیں اور ایک سال گزرنے کے بعد اس نے ہزار درہم کا ایک غلام تجارت کے لیے خریدا اور وہ غلام مرد ہے تو اس کے ہزار درہم پر سے زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی اور اگر کسی شخص کے پاس ہزار درہم تھے اور اس نے انہی ہزار درہم سے اپنی خدمت کے لیے ایک مرد غلام خرید کیا تو اس پر سے ہزار درہم پر زکوٰۃ ساقط نہیں ہو گی بلکہ اسے ہزار درہم پر زکوٰۃ دینا ہو گی۔ اگر کسی شخص کے پاس ہزار درہم ہیں اور ہزار درہم اس پر قرض ہے اور اس کے اپنی خدمت کے لیے غلام اور ایک حویلی بھی ہے جس کی قیمت ایک ہزار درہم بنتی ہے ۔۔۔ اس پر زکوٰۃ نہیں لیکن اس پر زکوٰۃ لینا بھی جائز نہیں۔ اور اگر ایک شخص کے پاس دو سو درہم ہیں اور اس پر ایک سال بھی گزر گیا لیکن اس نے زکوٰۃ ادا نہیں کی۔ اب تین سال کے بعد وہ زکوٰۃ دینا چاہتا ہے تو اس پر سال اول کے پانچ درہم کی ادائیگی ضروری ہو گی جبکہ دوسرے دو سالوں کی زکوٰۃ اس پر واجب نہیں ہو گی کیونکہ جب اس نے ایک سال کی زکوٰۃ پانچ درہم دے دی تو اب نصاب دو سو سے پانچ کم ہو گیا جس پر زکوٰۃ نہیں ہے)۔

۲۔﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا---﴾[49] کسی که خورده باشد خمر را محتسب اورا گرفت و بوی خمر از وی می آید و یا گواهی داد شد گواهان برینکه خورده است یا خود اقرار کرد بعد از رفتن بوی شراب از دهن حد نیست نزد امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ مستی را که حد میزده نزد امام اعظمؒ آن ذاتی است که عقلش رفته باشد و نمی شناسد مرد از زن وزن از مرد و نه زمین را آسمان و نه آسمان را از زمین نزد صاحبینؒ آن شخص را باید حد[50]۔ (جس کسی نے شراب پی ہو محتسب نے اسے قید کر لیا اور اس کے منہ سے بو آ رہی ہو یا گواہوں نے یہ گواہی دی ہو کہ اس نے شراب پی ہے یا اس کے منہ سے بو کے چلے جانے کے بعد اس نے خود اقرار کیا ہو تو امام اعظمؒ کے نزدیک اس پر حد نہیں ہو گی۔۔۔ کہ اس کی عقل ماؤف ہو جائے، وہ عورت کو

49 ۔ سورۃ البقرۃ، ۲: ۲۱۹۔

50 ۔ معین الدین کشمیری، شرح القرآن، ص: ۱۰۵۔

مرد سے اور مرد کو عورت سے اور زمین کو آسمان سے اور آسمان کو زمین سے پہچان نہ سکے تو صاحبینؒ کے نزدیک ایسے شخص پر حد لگنی چاہیے)۔

شرح القرآن اور علوم العربیہ

مفسرؒ نے شرح القرآن میں دوران تفسیر مشکل اور قابل تشریح الفاظ اور اصطلاحات کی لغوی و معنوی تشریح و توضیح کا بھی اہتمام کیا ہے۔ اس کے علاوہ تراکیب نحوی اور فصاحت و بلاغت کے نکات بھی پیش نظر تفسیر میں موجود ہیں۔ مندرجہ ذیل مثالوں سے مفسر کے منہج کی مزید توضیح ہوتی ہے:

۱۔﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾[51]

الرب مصدر بمعنى التربية وهي تبليغ الشئ إلى كماله شيئا فشيئا ثمّ وصف به للمبالغة كالعدل رب مصدر است بمعنیٰ پرورش کردن از روی لغت واز روی اصطلاح رسانیدن شئ بکمال خود بتدریج[52]۔ (رب مصدر ہے اس کا لغوی معنیٰ ہے: پرورش کرنا، اور اصطلاحاً اس کا معنیٰ ہے کسی شئ کو بتدریج کمال تک پہنچانا)۔

۲۔﴿ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ﴾[53]

تقویٰ لغوی معنی پرھیزیدن ونگاہ داشتن وتقویٰ اصطلاحی الحفظ عن المعاصی و المآثم بمعنیٰ نگہداشتن خود را از ارتکاب معاصی واکتساب گناھان[54]۔ (تقویٰ کا لغوی معنیٰ ہے پرہیز کرنا اور احتیاط کرنا اور اصطلاح میں تقویٰ سے مراد گناہوں کے ارتکاب سے بچنا ہے)۔

۳۔﴿قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ--- وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾[55] سورۃ النور کی آیت ۵۶ کا آغاز﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ﴾ سے ہوا، تو خواجہ معین الدین نے نحوی اعتبار سے اس کے محل کو

---

[51] ۔ سورۃ الفاتحۃ، ۱: ۱۔

[52] ۔ معین الدین کشمیری، شرح القرآن، ص: ۱۶۔

[53] ۔ سورۃ البقرۃ، ۲: ۲۔

[54] ۔ معین الدین کشمیری،، شرح القرآن، ص: ۱۷۔

[55] ۔ سورۃ النور، ۲۴: ۵۴-۵۶۔

بیان کر کے ایک اشکال کا رد ان الفاظ میں کیا: ﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ﴾ عطف بر﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ است ضرر نمیکند فصل اگرچہ طول کشد فصل ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ وتکرار ﴿وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ تاکید ست مر وجوب را۔ ﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ﴾ کا عطف ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ پر ہے عطف اور معطوف علیہ کے درمیان فاصلہ اگرچہ بہت طویل ہے تاہم اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور ﴿وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ (میں أَطِيعُوا﴾ کا تکرار تاکید کی غرض سے ہے جو کہ وجوب کے لیے ہے)۔

اسرائیلیات میں مفسر کا منہج

زیر بحث تفسیر میں اسرائیلیات کا بھی اہتمام نظر آتا ہے۔ صاحب تفسیر نے جا بجا اپنی تفسیر میں اسرائیلیات کو بغیر کسی رد و قدح کے ذکر کیا ہے۔ آمدہ سطور تفسیر "شرح القرآن" سے اسرائیلیات کی چند مثالوں سے ان کے منہج کی مزید توضیح ہوتی ہے۔

۱۔ ﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ﴾[56]

واختلاف کردہ اند در سجدہ گاہ کہ در کدام جا واقع شد در آسمان یا در زمین بعضے گفتہ اند کہ سجدہ فرشتگان در آسمان بود و خدای عزوجل منبری بنا فرید و بفرمود فرشتگانرا کہ آدم را بر منبر نشانید و فرشتگان اورا بر کتف خود نہادہ بر آسمان بردند و برابر عرش نہادند و آنجا سجدہ کردند[57]۔

(آدم علیہ السلام کے سامنے فرشتوں کی سجدہ گاہ کے بارے میں انہوں نے اختلاف کیا ہے کہ وہ وہ کہاں واقع تھی آسمان پر یا زمین پر بعض نے کہا ہے کہ فرشتوں کی سجدہ گاہ آسمان پر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے منبر بنایا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم کو منبر پر بٹھائیں تو فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو اپنے کندھوں پر آسمان پر عرش کے سامنے رکھا اور اس جگہ انہوں نے سجدہ کیا)۔

۲۔ ﴿---وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ﴾[58]

---

[56] ۔ سورۃ البقرۃ، ۲: ۳۴۔

[57] ۔ معین الدین کشمیری، شرح القرآن، ص: ۳۸۔

[58] ۔ سورۃ البقرۃ، ۲: ۱۰۲۔

یہود تابع شدند چیزی را کہ فرو فرستادہ شدہ از سحر بر دو فرشتہ در شہر بابل کہ نام آن دو فرشتہ ھاروت و ماروت واین شہری است در ملک عراق واین کہ می گویند در کشمیر است غلط است[59]۔ (یہود اس جادو کے تابع ہو گئے تھے جسے لے کر دو فرشتے بابل (عراق) میں بھیجے گئے تھے ان دو فرشتوں کا نام ہاروت وماروت تھا اور یہ ملک عراق کا شہر ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ وہ کشمیر میں ہے یہ غلط ہے)۔

کلامی مباحث

تفسیر شرح القرآن میں کلامی مباحث بھی ہیں۔ جس میں صاحب تفسیر اہل سنت کی نمائندگی کرتے ہوئے علم کلام کے دیگر کلامی مذاہب کے اقوال بھی ذکر کرتے ہیں جیسے:

۱۔ آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے جو سجدہ کیا اس کے بارے میں فرمایا: ''وبقول شیخ ابو منصور ماتریدی: این سجدہ تحیت بود بمنزلہ سلام و مصافحہ[60]۔ (شیخ [محمد بن محمد بن محمود] ابو منصور ماتریدی (م332ھ/ ۹۴۴ء)[61] کے بقول یہ سجدہ سجدہ تعظیمی تھا جو بمنزلہ سلام ومصافحہ ہوتا ہے)۔

۲۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ﴾[62] (اور ہم نے کہا اے آدم تو اور تیری بیوی جنت میں رہو)۔ اس آیت کی تفسیر کے تحت مفسر موصوف جنت کے بارے میں اہل بدعت اور معتزلہ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''عام اہل بدعت و معتزلہ بر آن اند کہ باغی است کہ آفریدہ شدہ در زمین فلسطین مابین زمین فارس و کرمان''[63]۔

(اہل بدعت اور معتزلہ کا موقف یہ ہے کہ جنت ایک باغ ہے جو فلسطین میں فارس اور کرمان کے درمیان بنایا گیا ہے)۔

---

59 ۔ معین الدین کشمیری، شرح القرآن، ص: ۶۰۔ مزید مثالوں کے لیے ملاحظہ کیجیے: شرح القرآن، ص: ۳۴، ۳۵،

60 ۔ ایضا، ص: ۳۸۔

61 ۔ متکلم اور اصول کے عالم اور اہل سنت ماتریدی مکتب کے امام تھے۔ وہ سمرقند کے قریب ماترید میں پیدا ہوئے۔ کئی کتب کے مصنف تھے۔ (ملاحظہ کیجیے: مصطفیٰ بن عبد اللہ المعروف حاجی خلیفہ (م ۱۶۵۷ء) کشف الظنون عن اِسامی الکتب والفنون، بیروت: دار الفکر، ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء۔ ج: ۶، ص: ۳۶)۔

62 ۔ سورۃ البقرۃ، ۲: ۳۵۔

63 ۔ معین الدین کشمیری، شرح القرآن، ص: ۳۸۔ مزید ملاحظہ کیجیے: شرح القرآن، ص: ۸۰۵۔

شرح القرآن اور مباحث تصوف

چونکہ خواجہ معین الدینؒ نقشبندی سلسلہ کے اہم بزرگ مانے جاتے ہیں اس لیے ان کی تفسیر مباحث تصوف سے خالی رہے یہ ہو نہیں سکتا تاہم "شرح القرآن" موجود مباحث تصوف میں مبالغہ نہیں پایا جاتا۔ شیخ معین الدینؒ نے متوازن اور مناسب انداز اور بغیر کسی اشاری تفسیر کے ان مباحث کو اپنی تفسیر کا حصہ بنایا ہے۔ لیکن یہ بات قابل ذکر ہے کہ صوفیاء کی طرح انہوں نے بھی ضعیف روایات کا سہارا لیا ہے۔ جیسا کہ:

آنچہ بخاطر فاطر طالب سعادت مندی معین الدین نقشبندی می رسد بامید اصلاح معروض اصحاب سرایرو مکشوف ارباب بصائر کہ آیئنہ سینہ را از غبار کینہ صاف نمودہ اند می گرداند کہ حضرت پیغمبر بر زبان معجز بیان آوردہ اند کہ الشریعۃ اَقوالی، و الطریقۃ افعالی، و الحقیقۃ احوالی و احوال ھدایت اشتمال آن بر گزیدہ درگاہ متعال ازین سہ چیز بیرون نبود یعنی الشریعۃ اقوالی ماحصل شریعت گفتار منست و گفتار ایشان مدلول اوامر و نواھی درگاہ الٰہی است کہ در مصحف مجید واقع شدہ و اطاعت اوامر و نواھی بر ذمہ خواص و عوام واجب است و الطریقہ افعالی بمعنی نتیجہ طریقت کردار منست و کردار ایشان ھمہ ریاضات شاقہ بود کہ شمہ ازان باولیاء اللہ ازان زمان تا انقطاع دوران نصیب شدہ و می شود و عوام کالانعام ازان بہرہ کامل عاطلند و الحقیقۃ احوالی ثمرہ حقیقتِ حال فرخندہ مآل آنحضرت است و حال فرح فال ایشان مدلول لی مع اللہ وقت لا یسعیٰ فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل- بود و این وقت وقتِ نماز است کہ معبود بی انبار را از غایت عجز و نیاز عبادت کردند و بمقتضاء صحیحہ :اعبد اللہ کأنك تراہ فإن لم تكن تراہ فإنّہ يراك[64]

[65]۔

(پیغمبر ﷺ کی زبان معجز بیان میں آیا ہے کہ شریعت میرے اقوال، طریقت میرے افعال اور حقیقت میرے احوال ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہدایت کے احوال ان تین امور سے باہر نہین۔ شریعت میرے اقوال ہیں کا مطلب ہے کہ شریعت کا ماحصل میری گفتگو ہے اور ان کی گفتگو بارگاہ الٰہی کے اوامر و نواہی کا مدلول ہے جیسا کہ قرآن مجید میں واقع ہے کہ اوامر و نواہی کی اطاعت تمام خواص و عوام پر واجب ہے اور طریقت میرے افعال ہیں یعنی

---

64 ۔ مسلم بن الحجاج قشیری، صحیح مسلم، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی بیروت: دار إحیاء التراث العربی، کتاب الإیمان، باب معرفة الإيمان والإسلام والقدر وعلامة الساعة، حدیث نمبر:۱۔

65 ۔ معین الدین کشمیری، شرح القرآن، ص: ۲۷۔

نتیجہ طریقت میرا کردار ہے اور ان کا کردار مشقت بھری ریاضتیں ہیں جو اولیاء اللہ کو ان سے اپنی زندگی میں نصیب ہوتا ہے۔ اور عوام تو چوپایوں کی مانند ہیں۔۔۔ اور حقیقت میرے احوال ہیں یعنی ثمرہ حقیقت حال آنحضرت ﷺ ہیں اور ان کا خوش بخت حال اس قول کا مدلول ہے کہ: میرے لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص وقت ہوتا ہے کہ جس وقت نہ تو کوئی مقرب فرشتہ اور نہ ہی کوئی نبی مرسل وہاں ہوتا ہے اور یہ وقت وقتِ نماز ہے کہ لامحدود معبود کی انتہائی عجز و نیاز مندی سے وہ عبادت کرتے ہیں جو کہ تقاضا ہے اس صحیح حدیث: اعبد الله كأنك تراه فإن لم تكن تراه فإنه يراك (تو اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کر جیسے تو اسے دیکھ رہا ہے پس اگر تو اسے نہیں دیکھ سکتا تو اتنا تو یقین کر کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے)۔

تفسیر شرح القرآن کا اسلوب بیان

شرح القرآن کا اسلوب بیان میں تنوع پایا جاتا ہے۔ اس کے اسلوب بیان قدیم طرز تحریر کا عکاس ہے انتہائی سادہ پیرائے میں بھی معلومات کو پیش کیا گیا ہے اور نظمیہ انداز بھی اختیار کیا گیا ہے۔ حکایت کا طریقہ بیان بھی ہے اور سوال و جواب کا طرز تحریر بھی۔ اس تفسیر کے اسلوب بیان کو مندرجہ ذیل مثالوں سے سمجھا جا سکتا ہے:

نظمیہ انداز

تفسیر میں نظمیہ انداز بھی اختیار کیا گیا ہے جس کے بعض اوقات مفسر عبارت کے تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے معلومات کے مطابق کچھ اشعار ذکر کر دیتے ہیں اور کبھی سلسلہ عبارت کو ترک کر کے "نظم" کے عنوان سے موضوع کی مناسبت سے اشعار ذکر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر:

﴿فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ﴾[66]

(تو ان سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے (نہیں کیا) اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور کافروں میں سے تھا)۔ وبود در ازل ان جملہ ناکردیدکان و سرکشان فرمان خالق زمین و آسمان (اور وہ ازل سے ہی انکار کرنے والوں اور زمین اور آسمان کے خالق کی سرکشی کرنے والوں میں سے تھا)

نظم سرنوشتی کہ بد افتاد ز تدبر چہ سود   کن بناخن نکشاید کرہ از پیشانی[67]

---

[66] ۔ سورۃ البقرۃ، ۲:۳۴۔

[67] ۔ معین الدین کشمیری، شرح القرآن، ص ۳۸۔

آدمی میتواند از کوشش　　　　از فرشتہ بفضل در گذرد[68]

سوالیہ انداز

قدیم مصنفین کا یہ اسلوب بیان رہا کہ وہ کسی نکتہ کے حل کے لیے سوال اٹھاتے ہیں اور پھر اس کا جواب دیتے ہیں یہی اسلوب بیاں خواجہ معین الدین کے ہاں بھی پایا جاتا ہے۔ کئی مقامات پر وہ سوال اٹھاتے ہیں اور خود ہی اس کا جواب بھی دیتے ہیں۔ شرح القرآن سے اس اسلوب کی مثال ذیل میں بیان کی جاتی ہے:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَتَلَقَّى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾[69] اگر سائلی سوال کند کہ ضمیر علیہ راجع است بآدم علیہ السلام حالانکہ حوا نیز شریک در دعا و توبہ بود بایستی علیہما گفت [جواب] حل این اشکال بنابر دو جواب است اول آنکہ در ثواب و عتاب مخاطب آدم بود چنانچہ خدائی عز و جل فرمود فعصی آدم ربہ فغوی و ھر چہ بآدم لاحق شود بحوا نیز خواھد بود [جواب] دوم آنکہ آدم پیغمبر بود و حوا ولیّہ، پیغمبر را بشارت داد تا از خوف خاتمہ بر آید و محل نزول وحی آدم است نہ حوّا و حوّا را در بیان خوف ور جا گذاشت کہ مبادا از وعصیان دیگر بوقوع آید این تباہ کار تیرہ روزکار و بد کردار زشت کفتار از درگاہ غفار الذنوب و بارگاہ ستار العیوب چشمدارد کہ بوستان اعمال و گلستان آمال او را بسحاب شفاعت شفیع عاصیان و نیان احسان پیغمبر آخر الزمان بسر سبزی و شادابی نظیر بہشت برین کرداند[70]۔

(اگر کوئی سائل سوال کرے کہ ضمیر "علیہ" کا مرجع آدم علیہ السلام ہیں حالانکہ حوا بھی دعا اور توبہ میں ان کے ساتھ شریک تھیں لہٰذا اس مقام پر علیہما ہونا چاہیے تھا۔ جواب: اس اشکال کا حل دو جواب کی بنیاد پر ہے اول یہ کہ ثواب و عتاب میں مخاطب آدم علیہ السلام تھے چنانچہ خدائے عز و جل نے فرمایا: (تو آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور بھٹک گئے) اور جو حکم بھی آدم کے ساتھ لاحق ہے وہ حوا کے ساتھ بھی ہے اور دوسرا جواب یہ کہ آدم علیہ السلام پیغمبر تھے اور حوا ولی تھیں تو پیغمبر کو بشارت دی تاکہ خاتمہ کے خوف سے باہر آجائے اور نزول وحی کا محل بھی آدم علیہ السلام تھے نہ کہ حوا اور حوا کو خوف اور امید کے درمیان رکھا تاکہ کہیں ان سے کوئی اور گناہ سرزد نہ ہو جائے)۔

---

68 ۔ معین الدین کشمیری، شرح القرآن، ص ۳۸۔

69 ۔ سورۃ البقرۃ، ۲: ۳۷۔

70 ۔ معین الدین کشمیری شرح القرآن ص: ۳۹۔

مصادر تفسیر "شرح القرآن"

خواجہ معینؒ نے بہت سی تفاسیر سے استفادہ کیا ان میں معالم التنزیل و مدارک التنزیل، جامع البیان، تفسیر زاہدی[71]، تفسیر بیضاوی[72]۔

خلاصہ تحقیق

مندرجہ بالا مطالعہ کا ماحصل یہ ہے کہ:

۱۔ خواجہ معین الدین کشمیری کشمیر میں اپنے دور کے مشہور و معروف عالم اور مصنف تھے۔

۲۔ انہوں نے قرآن مجید، حدیث، فقہ، تصوف، سوانح وغیرہ مختلف موضوعات پر کتب تالیف کی ہیں۔ زیادہ تر ان کی کتب غیر مطبوعہ مخطوطات کی صورت میں ہیں۔

۳۔ تفسیر "شرح القرآن" مکمل قرآن مجید کی غیر مطبوعہ فارسی زبان میں تحریر کی گئی تفسیر ہے۔ جس میں باقی رجحاناتِ تفسیر کے علاوہ فقہی رجحان زیادہ نمایاں نظر آتا ہے۔ تاہم یہ تفسیر ماثور اور روایت کی جامع ایک روایتی انداز کی تفسیر ہے۔

۴۔ اس تفسیر میں مختلف اسالیبِ بیان جیسے خطیبانہ، نظمیہ، سوالیہ اور سادہ اسالیب اختیار کیے گئے ہیں۔

---

[71]۔ یہ تفسیر شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے تفسیری ماخذ میں بھی شامل ہے چنانچہ اس تفسیر کے تعارف میں مولانا رضی الاسلام ندوی نے تحریر کیا ہے: "یہ تفسیر فارسی زبان میں ہے۔ اس کے مؤلف ابونصر احمد بن الحسن بن احمد سلیمان زاہدی ہیں۔ یہ کتاب ۵۱۹ھ / ۱۱۲۵ء میں بخارا میں لکھی گئی تھی۔ اس میں سورتوں کے مابین ربط و نظم واضح کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ تفسیر عہد سلطنت میں معروف و متداول رہی ہے، اس لیے بہ کثرت اس کے نسخے ملتے ہیں۔ اس کا ایک قلمی نسخہ خدابخش لائبریری پٹنہ میں موجود ہے"۔ (ملاحظہ کیجیے: مولانا رضی الاسلام ندویؒ، شاہ ولی اللہ کے تفسیری ماخذ، http://www.raziulislamnadvi.com accessed on 08-20-2017 at 12:04 am.

[72] ۔ معین الدین کشمیری مقدمہ تفسیر شرح القرآن، ص: ۵۔